فتاویٰ عالمگیری کے کتاب الوقف میں لکھا ہے: "شمس الائمہ اوزجندی" سے سوال کیا گیا تھا کہ قبرستان جب پرانا ہو جائے' اور اس میں مردوں کے آثار باقی نہ رہیں' نہ ہڈی اور نہ کوئی اور چیز' تو اس صورت حال میں اس قبرستان میں غلہ اگانا اور اس سے آمدن حاصل کرنا جائز ہے؟ فرمایا' نہیں۔ اسے قبرستان ہی کا حکم حاصل ہے۔ محیط میں بھی اسی طرح کہا گیا ہے۔ محشی نے کہا ہے کہ اوزجندی کا یہ قول زیلعی کے اس قول کے منافی نہیں ہے جو اس نے تبیین کے باب الجنائز میں کہا ہے کہ جب میت کی لاش پرانی ہو کر مٹی میں مل جائے تو قبرستان میں غلہ اگانا اور اس پر عمارت بنانا جائز ہے اس لیے کہ یہاں پر مانع قبرستان کی زمین کا وقف ہونا ہے تو اس وجہ سے مردے دفنانے کے علاوہ دوسرے مقاصد کے لیے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے"۔

ابن عابدین شامی "نے بھی کہا ہے کہ وقف کی شرائط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے' جب کہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہوں (شامی' ج ۳' ص ۴۹۹)۔

لیکن ' اگر بستی کے لوگوں کو قبرستان کی اب ضرورت نہ ہو اور انھوں نے اس میں اپنے مردے دفنانا ترک کر دیا ہو' تو ایسی حالت میں اس کو ذاتی استعمال میں لانا اور اس پر مالکانہ قبضہ کرنا تو جائز نہیں ہے' لیکن اس پر مسجد بنانا جائز ہے۔ اس لیے کہ مسجد بھی وقف ہے اور قبرستان بھی وقف ہے' اور ایک وقف کو دوسرے وقف میں تبدیل کیا جا سکتا ہے جبکہ پہلے وقف کی ضرورت باقی نہ رہے۔

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں: "اگر تو پوچھے کہ آیا مسلمانوں کی قبروں پر مسجد بنانا جائز ہے' تو میں کہوں گا کہ ابن القاسم "نے کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کا کوئی قبرستان پرانا ہو جائے اور اس پر لوگوں نے مسجد بنا لی ہو' تو میں اس میں کوئی مضایقہ نہیں سمجھتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا قبرستان مردے دفنانے کے لیے وقف ہے اور کسی کو اس پر مالکانہ قبضہ جمانا جائز نہیں ہے۔ لیکن جب وہ پرانا ہو گیا ہو اور لوگوں کو اس میں اپنے مردے دفنانے کی حاجت باقی نہ رہی ہو' تو اس وقف کو مسجد میں منتقل کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ مسجد بھی مسلمانوں کا وقف ہوتی ہے جس پر مالکانہ قبضہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے (گوہر رحمن)۔

بنک کا سود

۱۔ مجھے کسی عالم نے بتلایا کہ بنک کے سود کی رقم استعمال میں نہیں لانی چاہیے' بلکہ کسی ضرورت مند کو دے دینی چاہیے۔ نیکی یا اللہ واسطے کی نیت سے نہیں' بلکہ غلط رقم کے استعمال سے بچنے کی غرض سے۔ میں اس پر عمل کر رہا ہوں کیوں کہ بنک کے پاس چھوڑنا بھی ٹھیک نہیں۔ کیا یہ طریق کار ٹھیک ہے؟

۲۔ ہمارے محلے میں مسجد کی رقومات ایک صاحب کے پاس رہتی ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بنک میں

رکھی جائیں۔ دوسرے لوگ سود کی وجہ سے اسے قابلِ اعتراض قرار دیتے ہیں۔ ہمارے لیے صحیح راستہ کیا ہے؟

۱۔ بنک کا ادا کردہ منافع سودی ہوتا ہے۔ اس کا مصرف مضطر فقرا اور مساکین ہوتے ہیں۔ جس عالم دین نے آپ کو یہ مسئلہ بتلایا ہے کہ اسے اپنے استعمال میں نہ لائیں اور بنک کے پاس بھی نہ رہنے دیں، انھوں نے صحیح مسئلہ بتلایا ہے۔ یہ بات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جس مال حرام کو اس کے اصل مالک کو واپس نہ کیا جاسکتا ہو اسے حالت اضطراری میں مبتلا فقرا اور مساکین میں صرف کیا جائے کہ وہی اس کا مصرف ہیں۔ اکثر علما کا یہی مسلک ہے۔

۲۔ مسجد فنڈ آپ بنک میں رکھ سکتے ہیں۔ کرنٹ اکاؤنٹ میں سود نہیں لگتا لہٰذا آپ کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھ دیں۔ اس میں سے زکوٰۃ بھی نہیں کاٹی جاتی۔ بنک میں بطور امانت رکھی ہوئی رقم پر اگر سود لگ جائے تو بنک سے لے کر مفلوک الحال مسلمانوں کو دے دیا جائے۔ بوسنیا اور کشمیر کے مجاہدین اور مہاجرین پر خصوصی توجہ دی جائے۔ (عبدالمالک)

درود میں آل کا لفظ

رسول اللہ ؐ پر درود پڑھنے میں آل کو شامل نہ کرنے پر کچھ لوگ معترض ہوتے ہیں۔ صحیح صورت کیا ہے؟

قرآن پاک میں اہل ایمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حکم میں آل کو آپ ؐ کے ساتھ شامل نہیں کیا گیا۔ مثلاً اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ قرآن پاک کی اس آیت میں آل کا ذکر نہیں ہے۔ اسی طرح اکثر احادیث میں بھی صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا: "رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی" یعنی ذلیل ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (ترمذی شریف)۔

اسی طرح آپ ؐ کا ارشاد ہے: "البخیل من ذکرت عندہ فلم یصل علی" جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہی درحقیقت بخیل ہے (ترمذی شریف)۔

بعض احادیث میں آپ کے بالتبع آل کو بھی صلوٰۃ و سلام میں شریک کرنے کی ترغیب آئی ہے۔ قرآن پاک اور احادیث کے مجموعے پر نظر رکھتے ہوئے علما نے جو فیصلے دیے ہیں ان کی رو سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آنے پر آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا تو ضروری ہے اور آل کو آپ کے بالتبع اس میں شریک کرنا جائز اور مستحب ہے، ضروری نہیں ہے۔ اس لیے صلی اللہ علیہ وسلم اور صلی اللہ